کرنیکا حرف زبان پر نہ لائے - بلکہ باوجودیکہ میان رجب الدین و میان محمد چٹو صاحب نے انکو بہتیرا اکسایا اور مباحثہ پر آمادہ کیا مگر وہ اپنے کمان افسر حافظ محمد یوسف صاحب کی تحتی اور پیران کی غیر حاضری کے عذر سے اس مباحثہ سے جان بچاتے رہے - اور ادھر حافظ صاحب جو مباحثہ سے انکے جان بچانیکا انکو شاید وعدہ دے چکے تھے کہین مفقود الخبر ہوگئے - اور مزید تفحص و تفتیش کے بعد منشی محمد بخش صاحب کے ان کے پاس پہنچنے پر رات کے بارہ بجے کے قریب وہ اس مکان مین آئے -

اس وقت حکیم صاحب نے حافظ صاحب اور دیگر حاضرین و معتقدین سے یہہ عذر پیش کرکے کہ "جموں مین ہمارا بہت جلد جانا ضروری ہے اور در صورت توقف مسلمانون کا حرج عظیم متصور ہے - رخصت کے خواستگار ہوئے - حاضرین مجلس کو بجز اس عذر [illegible] انکو رخصت دینے کے سوا کچھ نہ سوجھا - پھر آپنے ایک شب کے لئے لودہانہ جانے - اور وہان سے اسباب اور اہلبیت کو لانے کی ضرورت کو ظاہر کیا - اور ۱۵ تاریخ کو پانچ بجے صبح کے لودہانہ کی طرف کوچ کیا -

وہان جاکر آپ کو جموں کا وہ ضروری کام بھول گیا - اور وہ عذر بھی آپکے خیال سے جاتا رہا - وہان آپنے ۱۸ اپریل تک قیام و آرام فرمایا - اور پھر ۱۹ اپریل کو لاہور پہنچکر جموں کی طرف مُنہہ کیا -

ہملوگ جو حکیم صاحب کے شبینہ مشورہ اور دیرینہ ارادہ سے واقف نہ تھے ۱۵ اپریل کو تمام دن آپکے منتظر رہے رات ہوئی تو انکی یاد آوری اور طلبی سے مایوس ہو کر اس امر پر آمادہ ہوگئے - کہ علی الصباح بلا طلب و اجازت حکیم صاحب کے فرودگاہ پر دھاوا کرینگے اور بر طبق توہان نہ ہان مین تیرا مہمان "خود جاکر خواستگار اتمام مباحثہ ہونگے - یہہ سوچکر رات ہی کو رقعات اطلاعی و طلبی بنام شرکار مجلس تحریر کئے جو نماز صبح کے بعد

ان لوگون کے مطالعہ مین آئے ۔ ومنجملہ ان اصحاب واحباب جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب تو بعد نماز صبح اپنے مکان سے چل بھی پڑے تھے ۔ اور بعض دیگر احباب کے رقعات متضمن وعدہ شمولیت پہنچ گئے تو ایک مخبر صاحب یہ منحوس خبر لائے کہ حکیم صاحب تو

ع خرجت مع البازی علی سواد ۔ پر کاربند ہو کر کچھہ رات رہتے یعنے ۴ بجے کے بعد لاہور کو چھوڑ گئے ۔ یہ سنکر ان حضرات حاضرین شراکت مجلس کی خدمات مین اور قاصد روانہ کئے جوان کو اس تکلیف تشریف آوری سے روکین ۔

اسکے بعد جو کارروائی ہمنے کی اور طرف ثانی سے ہوئی اسکا بیان ہم پیچھے کرین گے اس سے پہلے ہم اس مباحثہ کے واقع ہونے ۔ اور اس واقعہ کے صحیح ہونے اور ان سوالات وجوابات کے حکیم صاحب اور خاکسار کے مابین دائر ہونے پر اس مجلس کے ارکان اور اعیان [illegible] چکے ہین شہادت پیش کرتے ہین

جسکی وجہ یہہ ہے کہ ہمارے راستباز مسیح اور ان کے سچے حواری خاکسار سے حکیم صاحب کے مباحثہ کرنے کا انکار کر چکے اور یہہ فرما چکے کہ "آپ کا تو درمیان قدم ہی نہ تھا" یعنے تو تو اس مجلس مین بطور وزیٹرون (تماشائیون) کے بلایا گیا تھا اور بات چیت جو ہوئی تھی سو حافظ محمد یوسف کی حکیم صاحب سے مولوی عبد الرحمن صاحب سے ہوئی تھی ۔ تو کون ہے کہ اھو لگا کر شہیدون مین داخل ہوتا ہے اور خود بخود مبارز و مباحث بن بیٹھا ہے ۔

ان تقریرات وبیانات صداقت آیات ان حضرات تقدس سمات سے (جو ضمیمہ پنجاب گزٹ ۲۵ اپریل ۱۸۹۱ء مین شائع ومشتہر ہو چکے ہین) ممکن بلکہ بظن غالب مظنون ہے کہ اصلی حقیقت سے ناواقفون پر برا اثر ہو ۔ اور وہ ان بیانات پر اعتماد کرکے دعوے مباحثہ کو غلط سمجھین ۔ لہذا ضرورت ہوئی کہ حضار مجلس سے ایسے اعیان کی

بیرد

ا حضرت مسیح کا قول ہے آپکا خط نمبر (۸) مورخہ ۱۶ اپریل ملاحظہ ہو [illegible] آپکے حواری کہہ رہے ہین ۔ ضمیمہ سیالکوٹ گزٹ ۲۵ اپریل ملاحظہ ہو ۔

شہادت کو جنکی وجاہت اور صداقت مین ان حضرات کو جائے کلام نہو پیش کیا جاتیگا

اسکے بعد جواب نمبری ۴۴ کا تتمہ درج کیا جائیگا۔

اسکے بعد پہلی کارروائی فریقین کا بیان ہوگا۔ انشاءاللہ تعالٰے +

شہادت اعیان ارکان مجلس

جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب پروفیسر عربی کالج لاہور کی

شہادت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خاکسار اس گفتگو مین جو ۱۴ اپریل ۱۸۹۱ء کو منشی محمد امیر الدین صاحب کے مکان پر مابین جناب مولوی حکیم نور الدین صاحب اور جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب کی ہوئی تہی اول سے آخر تک حاضر تہا۔ خاکسار کے سامنے یہہ سوال وجواب مرقوم الصدر مابین مولوی صاحب اور حکیم صاحب ممدوحاین کے ہوئی۔ آخری تقریر نمبری ۴۴ کے بیان مین جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب نے اصول مہدہ مین سے اصل نمبری ۸۔ کا حوالہ دیا۔ اسپر خاکسار نے عرض کی کہ اس تمام تحریر پر جو ابتک ہوئی ہے فریقین کے دستخط ہوجانے مناسب ہین تاکہ حوالہ کے وقت کیسکو اپنے مسلمات سے اعتراض وانکار کی گنجایش نرہے خاکسار کی یہ گذارش مقبول ومنظور ہوئی۔ اسپر منشی محمد دین* صاحب نے جو یہہ سوال وجواب لکھتے جاتے تھے اول سے آخر تک تمام تقریر سنائی پہر جناب حکیم صاحب نے خود بھی اپنے ہاتھ مین لیکر اور اس تحریر کو پڑھکر فرمایا کہ اسکو صاف کرلینا چاہئے مین دستخط کردونگا۔ اب منشی محمد امیر الدین صاحب اور حافظ محمد یوسف صاحب نے کسیقدر اصرار کے ساتھ جناب حکیم صاحب کو مجلس سے اٹھا لیا

* یہ سعادتمند نوجوان علیگڈہ کالج کی بی اے کلاس کے طالب علم ہین۔ اور لاہور کے باشندہ ہمارے عزیز تلمیذ ہین۔ اوصلحہ اللہ الی ما یتمناہ

اور حکیم صاحب ان کی ہمراہ کہین تشریف لے گئے حکیم صاحب کے تشریف لیجانے کی بعد بہت سے اصحاب جن مین خاکسار بہی تہا تخمیناً ایک گھنٹہ یا اس سے کسیقدر زائد دیر تک اس مجلس مین حاضر رہے جب اس اثناء مین حکیم صاحب واپس تشریف نہ لائے تو خاکسار جناب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب سے رخصت ہوکر اور یہ عرض کرکے چلا آیا کہ پہر گفتگو کے وقت سے آپ مجہے اطلاع دیجئے گا میں انشاء اللہ حاضر ہو جاؤنگا۔ چنانچہ مین اس روز تمام دن منتظر رہا۔ ۱۵ اپریل ۱۸۹۱ء کو صبح کے وقت مولوی صاحب ممدوح کی طرف سے ایک رقعہ اس مضمون کا خاکسار کے پاس آیا کہ حکیم صاحب نے تو مباحثہ کے لئے ہمین بلایا مگر ہم چاہتے ہین کہ خود وہان جائین اور ان سے مباحثہ پورا کرنے کی درخواست کرین لہذا آپ تشریف لے آوین حسب وعدہ آپ کو مطلع کیا گیا۔ چنانچہ خاکسار یہ رقعہ دیکہنے کی [illegible] اور آدمی ملا جس نے مولوی صاحب کیطرف سے بیان کیا کہ اب آپ تکلیف نکرین حکیم صاحب رات کے پانچ بجے لودہانہ چلے گئے۔ یہ پیام سُنکر خاکسار راستہ سے واپس چلا آیا

العبد محمد عبد اللہ عفی اللہ عنہ۔ اول مدرس عربی اورینٹیل کالج لاہور

جناب خان بہادر فقیر سید جمال الدین صاحب رئیس و آنریری اسسٹنٹ کمشنر لاہور کی شہادت

جب راقم وہان گیا تو اس وقت حکیم صاحب اور مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کے مابین سوال و جواب ہو رہے تھے۔ اور راقم کے سامنے اخیر مین یہ سوالات و جوابات پڑہے گئے تو حکیم صاحب نے فرمایا کہ صاف ہو جاوین تو پہر دستخط کرونگا۔ پہر حکیم صاحب کسی ضرورت کے واسطے تشریف لے گئے۔

راقم۔ فقیر جمال الدین عفی عنہ۔

جناب اخی مکرمی شیخ خدا بخش صاحب جج عدالت خفیفہ لاہور کی شہادت

۱۴ اپریل ۱۸۹۱ء کو مین مولوی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی اور فقیر جمال الدین صاحب کے بعد اس مجلس مین گیا تہا نہ اس خیال سے کہ مین مناظرہ مین شامل ہون بلکہ مناظرہ کا مجکو علم بہی نہ تہا مین وہان مولوی نورالدین صاحب کے ساتہ کسی جگہہ جانے کے لئے کسی اور معاملہ دنیاوی کیخاطر گیا تہا کہ وہ وقت مولوی نورالدین صاحب نے میرے ساتہ کہین جانے کیلئے مقرر کیا ہوا تہا۔ بہرحال مین نے گفتگو مابین مولوی محمد حسین صاحب اور مولوی نورالدین صاحب ہوتی سنی آخر کار تنگی وقت کے سبب مولوی نورالدین کو بعض انکے احباب نے اٹہا یا اور گفتگو مذہبی کے واسطے آیندہ کیلئے التوا کرنا پڑا۔

پہر ۱۴ اپریل [illegible] آیا جسکا مضمون یہ تہا کہ مولوی محمد حسین صاحب کی خبر تار برقی لودہانہ مین بنام مرزا غلام احمد صاحب پہنچی ہے کہ مولوی نورالدین صاحب جو بحث شروع کر کے بہاگ گیا ہے اسکو واپس کرو ورنہ شکست یافتہ سمجہے جاؤ گے۔ مولوی نورالدین نے مجکو لکہا کہ عام جلسہ کا انتظام ہو تو مع مرزا صاحب کے لاہور وہ پہنچین اور مجکو یہ ایما رتہا کہ مولوی محمد حسین صاحب کیخدمت مین عرض کیجاوے کہ ۱۴ اپریل کو قریب ۹ بجے دن کے جو انکو یکلخت جانا پڑا ایک ضروری امر تہا میری رائے مین ۹ بجے جو مولوی نورالدین نے گفتگو ختم کی اسمین ضرورت واقعی تہی۔ بعد وصول رقعہ مولوی نورالدین کے منشی عبدالحق صاحب کے ساتہ بخدمت مولوی محمد حسین صاحب چپراسی روانہ کیا اور عبدالحق صاحب نے بخدمت مولوی محمد حسین صاحب خط مرزا غلام احمد صاحب کا پیش کیا۔ آخر ۱۷ اپریل ۱۸۹۱ء کو منشی عبدالحق صاحب نے مجکو لکہا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے بجواب خط مرزا صاحب لکہدیا ہے کہ بعد مطالعہ کتاب ازالہ اوہام بحث کیواسطے تاریخ مقرر کرینگے۔ الغرض ۹ بجے تک ۱۴ اپریل ۱۸۹۱ء کو گفتگو ہر دو

MindRoasterMir ahmadimuslim.de

۱؎ [illegible] منشی عبدالحق صاحب نے غلط لکہا ہے [illegible] منقول ہوگا۔

صاحبان کی ہوتی مین نے سنی۔ آخر کار سوالات وجوابات میرے سامنے بمواجہ ہر دو فریق پڑہے گئے اور انکو صحیح مانا گیا۔ مگر مولوی نورالدین صاحب نے کہا کہ بعد صفائی کے دستخط کرین گے ؀

یکم مئی۔ الاقعر خدا بخش۔

عزیزم مولوی عبدالعزیز صاحب ملازم سررشتہ تعلیم ورکن انجمن حمایت اسلام کی شہادت

مین اس جلسے مین اول سے آخر تک موجود تہا اور جسقدر واقعہ مولوی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی نے تحریر فرمایا ہے میرا اس کے ساتھ کلی اتفاق ہے

عبدالعزیز [illegible] ۱۸۹۱ء

صادق القول حضرت مسیح اور انکے راستباز حواری۔ ان شہادات کو دیدۂ عبرت سے پڑہین اور تہوڑی دیر کے لئے اپنے اپنے گریبانون مین منہہ ڈالین۔ اور پہر خوف آخرت و ننگ دنیا کو پیش نظر رکہکر انصاف سے کہین کہ اس واقعہ کے بیان مین کون سچا ہے اور کون جہوٹا۔

ان شہادتون کو وہ صادق اور کافی نہ سمجہین تو ان اعیان سے یا ان کے برابر صادق القول اور وجیہہ اشخاص کی شہادت سے یہ ثابت کرین کہ یہ مباحثہ حافظ محمد یوسف صاحب اور حکیم صاحب یا مولوی عبدالرحمن صاحب کے مابین ہوا تہا۔ اور ان سوالات وجوابات کا سلسلہ انہی حضرات مین جاری تھا۔ ابوسعید محمد حسین ایک گوشہ مین وزیٹرون کی لائن مین چپ چاپ بیٹھا تھا۔

ایسے اعیان انکو شہادت کے لئے میسر نہ آئین تو اپنی ہی حامیون اور تسلی یافتہ حواریون مین سے جن کے نام ضمیمہ پنجاب گزٹ ۲۵۔ اپریل مین مشتہر کر چکے ہین تین

اشخاص حافظ محمد یوسف صاحب منشی الٰہی بخش صاحب منشی عبدالحق صاحب سے اس مضمون کی شہادت دلوادین مگر ان کی شہادت ہم حلف سے لین گے اور خاص مجلس مین جن الفاظ سے چاہین گے یہ مضمون کہلوائین گے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ان حضرات مین ایسے لوگ بہی ہین جو فقرہ "دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز" پر عمل کرکے تاویل وتوریہ کے ساتھ تہوڑا سا جہوٹھ بولنا بہی جائز سمجھتے ہین۔ ہم اُن سے ایسے الفاظ سے حلفی شہادت لین گے جنمین وہ تاویل وتوریہ نکر سکین گے۔ اور پہلے انکو یہ مسئلہ سمجہادین گے کہ حلف مین توریہ جائز نہین ہے وہ دوسرے کی نیت پر واقع ہوتی ہے ✤

تتمۂ جواب نمبری ۲۴

(اس جواب کے شروع (ایک سطر) کا اعادہ کرکے جواب پورا کیا جاتا ہی)

آٹہوین اصل (یا محاورہ عام کے مطابق اصول) مین۔ آپ (حکیم صاحب) تسلیم کر چکے ہین کہ احادیث وقرآن کے اصلی معنے (یعنے حقیقی) بلا دلیل توی ترک کرنا اور اس کے مجازی معنے بلا وجہ قوی مراد لینا جائز نہین ہے۔ اور امید ہے کہ صحابہ کو بہی آپ اس قاعدہ سے ناواقف یا دیدہ ودانستہ اسکے مخالف قرار دین گے کیونکہ وہ لوگ آپ سے اور اسوقت کے تمام لوگون سے افقہ واورع تھے اور محاورات عرب اور خطابات سید العجم والعرب سے بخوبی واقف تھے۔ اور اصول صحیحہ کے پابند۔

اور جواب نمبری ۲۳ مین۔ آپ تسلیم کر چکے ہین۔ کہ یہ لفظ (مسیح یا ابن مریم) قرآن مین آیا تو صحابہ نے اس سے حضرت عیسے نبی اللہ کو مراد سمجہا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس لفظ کے اصلی معنے یہی (عیسے نبی اللہ) ہین۔ یہ معنی اصلی نہ ہوتے تو قرآن مین وہ اس لفظ سے یہ مراد نہ سمجہتے۔

ان دونون مقدمات مسلمہ جناب کو ملانے سے صاف اور قطعی نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ لفظ حدیث مین وارد ہوا تو وہان بھی صحابہ نے اس لفظ سے حضرت عیسی نبی اللہ کو مراد سمجھا خصوصاً ایسی حالت مین کہ ان (صحابہ) سے اس کے برخلاف اس لفظ سے مثیل مسیح یا اور معنے مجازی مراد سمجھنا اب تک ثابت نہین ہوا۔ جسکا آپنے بہی جواب نمبری ۲۳ مین اعتراف کر لیا ہے۔ اس قطعی نتیجہ کے ابطال و مقابلہ مین اگر آپ یہہ کہین کہ قرآن مین اس لفظ کے نازل ہونے کے وقت تو اسکے اصلی معنے حضرت عیسی نبی اللہ تہے مگر حدیث مین اس لفظ کے استعمال کئے جانے کے وقت وہ معنی اصلی نہ رہے۔ یا یہہ کہین کہ آنحضرت کے اصحاب اصلی معنے کو بلا وجہ ترک کرنے کے عدم جواز سے واقف نہ تھے۔ یا وہ باوجود واقفیت اس عبارت کے [illegible] کوئی جواب نہین ہے ؎

آنیست جوابت کہ جوابت ندہم ؛

(لطیفہ اعتراضیہ)

جواب نمبری (۲۱ و ۲۳) مین تو حکیم صاحب نے مسیح ابن مریم کے لفظ کا قرآن مین وارد ہونا تسلیم کر لیا تہا۔ مگر آپنے پرائیویٹ جلسون مین جنمین آپ نئے حواریون کو حضرت مسیح علیہ السلام کا سولی دیا جانا۔ اور پہر اپنی موت سے فوت ہو جانا تلقین فرماتے رہے تھے۔ اس لفظ کے قرآن مین وارد ہونے سے انکار کیا تہا۔ اور صاف فرما دیا کہ مولوی صاحب (خاکسار کو کہتے ہین) سخت غلطی کرتے ہین کہ بار بار اس لفظ کے قرآن مین وارد ہونے پر زور دے رہے ہین۔

آپکے اس انکار کو ان حواریون نے مان لیا۔ اور ایک مولوی حافظ بھی (جو عقل و فہم کا بھی حافظ ہے) آپکے اس انکار کا مصدق ہوا۔ دوسرے دن اس امر کا

تذکرہ خاکسار کے پاس میان رجب الدین صاحب اور خواجہ محمد دین صاحب نے کیا تو خاکسار نے اسیوقت قرآن سے ایسی آیات کا نشان دیا جنمین یہ لفظ وارد ہے۔ پہر مجمع عام و عظ جمعہ مین اُن آیات* قرآنیہ کو پڑہکر سُنادیا۔ ہمکو ان حواریون کے زود اعتقادی پر افسوس نہین ہے۔ کیونکہ وہ لوگ قرآن سے ماہر نہین۔ اور بعضے تو بالکل ان پڑہ ہین جو قرآن کا ایک حرف پڑہ نہین سکتے۔ افسوس ہے تو حکیم صاحب پر ہے جنہون نے اس انکار مین غضب ڈہایا۔ اسمین آپنے دیدہ و دانستہ نئے حواریون کو دہوکہ دیا تو محل افسوس ہے اور اگر یہ انکار ناواقفی پر مبنی ہے تو پہر آپکا دعوے قرآن دانی محل تعجب ہے۔ اور یہ آپکے اس دعوی الہام تبیین (بنین لک) جسکو آپ لودہانہ کے ایک مولویصاحب ظاہر کر چکے ہین) کو غلط قرار دجال کے متعلق جو آپنے جواب دیا ہے۔ اسمین آپنے دجل سے جو دجال کا مادہ ودوٹ ہے۔ خوب ہی کام لیا اور حق و باطل کو خلط ملط کر دیا ہے۔

جواب نمبری (۲۱) مین آپ اس لفظ کی مراد مین اختلاف ظاہر کیا ہے اور اس اختلاف کے ایک شق کو کہ حضرت عمر ابن صیاد کو دجال کہتے اور اسپر قسم کہاتے تہے بیان کیا۔ پہر جب سوال نمبری (۲۲) مین دوسرے شق اختلاف کے بیان کا آپسے مطالبہ ہوا تو آپنے یہہ کہدیا کہ مجہے یاد نہین کہ سوا ابن صیاد کسیکو دجال کہا گیا ہو۔ اس سے آپنے یہہ جتایا کہ دجال سے صرف ابن صیاد بالاتفاق مراد ہے۔ اور ہمارے یاد مین اس مراد کا کوئی مخالف نہین۔ ان جوابات مین آپنے کئی وجہ سے دجل (حق باطل

---

* قرآن مجید مین کئی جگہہ لفظ المسیح عیسے ابن مریم وارد ہے (دیکہو آل عمران ع ۵ - النساء ع ۲۲ - وغیرہ)۔
" کئی جگہہ لفظ المسیح ابن مریم۔ (دیکہو مائدہ ع ۳ و ۱۰ - التوبہ ع ۵ - وغیرہ)۔
" کئی جگہہ لفظ عیسیٰ ابن مریم ہے (دیکہو بقرہ ع ۱۱ - مائدہ ع ۱۱ - سورہ مریم ع ۲ - وغیرہ)
" کئی جگہہ صرف ابن مریم ہے (دیکہو زخرف ع ۶ - المومنون ع ۳ وغیرہ)۔
ان مقامات کے دیکہکر وہ مولوی حافظ جنہون نے حکیم صاحب کے انکار کی۔ تصدیق کی تھی۔ شرمندہ نہ ہون تو تعجب ہے۔

کا خلط) اختیار کیا

وجہ اول یہ کہ حضرت عمر فاروق کا ابن* صیاد کو دجال کہنا ہی معنے نہین رکھتا کہ وہ آپ کے نزدیک دجال موعود تہا۔ کیون جائز نہین کہ آپنے اسکو منجملہ اُن تیس دجالون کے جن کی پیدا ہونے کی خبر حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم مین (جو حاشیہ مین منقول ہے) آئی ہے شمار کیا ہو۔ ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ مین بعض علما سے نقل کیا ہے کہ شاید حضرت عمر کے اس قول سے یہہ مراد ہو کہ ابن صیاد ان دجالون مین سے ہے جو نبوت کا دعوے کرین گے۔ اور لوگون کو بہکاوین گے۔ اور ان کے دین کو گڈمڈ کردین گے۔ (چنانچہ ہمارے زمانہ مین ایسے لوگ بہت نظر آرہے ہین) نہ یہہ کہ وہ مسیح دجال موعود ہے"۔

> عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعۃ حتی یبعث دجالون کذابون قریبا من ثلاثین کلہم یزعم انہ رسول اللہ (مسلم صفحہ ۳۹۷)
>
> قیل لعل عمر اراد بذلک ان ابن الصیاد من الدجالین الذین یخرجون فیدعون النبوۃ او یضلون الناس و یلبسون الامر علیہم لا انہ المسیح الدجال (مرقاۃ حاشیہ مشکوٰۃ [illegible])

اس وجہ سے معاملہ دجال و ابن صیاد کے متعلق آپ کا ایک مغالطہ ثابت ہوا۔

وجہ دوم یہ کہ فرض کیا اور مان لیا کہ حضرت عمر کا یہی خیال تھا کہ ابن صیاد

* ابن صیاد مدینہ کا یہودی تہا۔ آنحضرت صلعم کے وقت مین اُس نے نبوت کا دعوے کیا تہا۔ اور اس مین بعض ایسی عجیب باتین موجود تہین جو دجال مین ہونگی۔ پہر وہ مسلمان ہوگیا اور اس نے حج بہی کیا۔ انکے مسلمان و دجال ہونے مین صحابہ کا اختلاف رہا۔ (جسکا بیان وجہ سوم مین ہوگا) اور اسکی عجیب باتون کا بیان ریویو مین ہوگا۔ انشاء اللہ تعالے ﷺ

وہی دجال موعود تہا۔ مگر جب اُس فرضی خیال سے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو روک دیا۔ اور صاف فرما دیا (چنانچہ بخاری و مسلم مین آیا ہے) کہ (اے فاروق) یہ (ابن صیاد) وہی (دجال موعود) ہے۔ تو تجہے اسکے قتل پر تسلّط نہو گا کیونکہ اسکا قاتل حضرت عیسی بن مریم ہوگا۔ اور اگر یہہ اور دجال ہے تو اُسکا قتل کرنا اچہا نہین ہے کیونکہ یہہ ذمی (عہدی) ہے جنکا قتل کرنا جائز نہین تو [illegible] کا وہ فرضی خیال قائم رہتا۔؟ کیا یہ امر ممکن۔ اور بلحاظ

فقال عمر بن الخطاب۔ ذرنی یا رسول اللہ اضرب عنقہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یکنہ فلن تُسلّط علیہ وان لم یکن فلا خیر لک فی قتلہ (مسلم صـ ۳۹۸)

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یکن ہو فلست صاحبہ انما صاحبہ عیسے بن مریم والا یکن ہو فلیس لک [illegible] (مشکوٰۃ صـ ۴۷۹)

کمال حضرت عمر کے اتباع و اتقاء مین جائز ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو دجال موعود کی نسبت یہ خبر دین کہ وہ حضرت عیسے بن مریم کے ہاتھ سے قتل کیا جائیگا۔ اور پہر حضرت عمر اسی کو دجال موعود سمجہین۔ ہر گز نہین۔

آپ نے قول فاروقی کے یہ معنے جتا کر اور اسکے مخالف قول نبوی سے چشم پوشی کر مسلمانون کو سخت دہوکا دیا ہے۔ اور اسمین دجل سے خوب کام لیا ہے۔

وجہ سوم۔ سلف صحابہ مین جو اختلاف تہا۔ وہ ابن صیاد کے باب مین تہا۔ کہ آیا وہ دجال ہے یا نہین نہ دجال موعود کے باب مین (جسکی علامات و خواص صحیح حدیثون مین یہ آئے ہین کہ وہ مردہ کو زندہ کرے گا (۲) اسکے ساتھ دوزخ و بہشت ہوگا۔ (۳) اسکی پیشانی پر ک۔ ف۔ ر۔ یعنے کافر مکتوب ہوگا۔ (۴) وہ حضرت عیسے علیہ السلام کے ہاتھ سے مارا جائیگا وغیرہ وغیرہ۔ (جن کی تشریح بائبل مین

ہوگی) کہ آیا وہ بجز ابن صیاد کوئی اور شخص ہے یا نہین۔ امام نووی نے شرح مسلم مین کہاہے کہ امام ابو سلیمان خطابی نے فرمایا کہ ابن صیاد کے باب مین جب وہ بڑا ہو سلف

قال الخطابي واختلف السلف في امرہ بعد کبرہ فروي عنہ انہ تاب من ذلک القول ومات بالمدینۃ وانهم لما ارادوا الصلوۃ علیہ کشفوا عن وجهہ حتی راہ الناس وقیل لهم اشهدوا وقال وکان ابن عمر وجابر فیما روي عنهما یحلفان ان ابن صیاد هو الدجال لا یشکان فیہ [illegible] فقیل انہ دخل مکۃ وکان في المدینۃ فقال وان دخل (مسلم ص۳۹۷)

کا اختلاف ہے ایک یہہ روایت ہے کہ وہ اپنے کفریات سے تائب و مسلمان ہوا اور مدینہ مین فوت ہوا۔ اور اسکی نماز جنازہ پڑہی گئی تو اُسکا مُنہہ کہولکر لوگون کو دکہایا گیا اور ابن عمر و جابر قسم کہاکر فرماتے ہین کہ ابن صیاد دجال ہے۔"

اور یہ اختلاف صحابہ یا تابعین کا [illegible] کہا کہ دجال جس کے خواص و علامات مذکورہ حدیث مین آئی ہین وہ بجز ابن صیاد کوئی نہین ہے۔

حکیم صاحب نے اس (اول) اختلاف کو یہ (دوم) اختلاف قرار دیا اور دجل اختیار کرکے مسلمانونکو دہوکے مین ڈالا۔ آپ سچے ہین تو کم سے کم ایک صحابی یا ایک تابعی سے بنقل صحیح یہ ثابت کردکہائین۔ کہ ابن صیاد کے سوا کوئی دجال نہین جسمین علامات مذکورہ کتب حدیث پائی جائینگی۔ حضرت عمرؓ و ابن عمر و جابر کے اقوال کو اپنے خیال کی تائید مین پیش کرین گے۔ تو سخت پچہتائین گے۔ اُن سے آپ یہہ نفی ثابت نکر سکینگے۔

بالجملہ دجال کے متعلق جو کچہہ آپنے کہا ہے اسمین دجل سے پورا کام لیا ہے اور حق کو باطل سے ملادیا ہے اور حق یہ ہے کہ دجال موعود اور اسکی صفات موجودہ کتب حدیث کسی اختلاف کا محل نہین گو بعض صحابہ نے دجال کی بعض صفات کا محل ابن صیاد

کو بھی بنایا۔ اور اسکو منجملہ دجاجلہ شمار کیا ہے۔

مباحثہ سے پچھلی کارروائی

حکیم صاحب مباحثہ چھوڑکر لودہانہ چلے گئے تو خاکسار نے دوسرے دن اسپر اطلاع پاکر حافظ محمد یوسف صاحب اور میان رجب الدین صاحب کو بلایا اور اُن سے سبب تشریف بری حکیم صاحب دریافت کیا۔

حافظ صاحب نے بیان کیا کہ حکیم صاحب کو جمون مین جلد جانا فرور ی تہا۔ وہ جلد نہ جلتے تو مسلمانون کا سخت حرج ہوتا۔ اس لئے ہمنے اُن کو رخصت کیا۔ اور کہا کہ ان کاغذ اصول و جوابات پر حکیم صاحب نے دستخط کرنا چاہا تھا۔ ولیکن ہمنے انکو دستخط کرنے سے روک دیا۔ اور کہا کہ حکیم صاحب تو یہہ بہی خوف کرتے تہے کہ اگر مین بلا اتمام مباحثہ چلا جاؤن گا۔ تو مولوی جی (ابوسعید محمد حسین) کہین گے کہ وہ شخص بہاگ گیا مگر ہمنے اس خوف سے انکو مطمئن کردیا۔ اور یہہ کہدیا ہے کہ جو الزام وہ آپ پر لگائینگے وہ ہم اپنے ذمہ لین گے۔ آپ اس الزام سے بری سمجہے جائین گے۔

پہر حافظ صاحب نے اپنے بیان کی تصدیق میان رجب الدین صاحب اور خواجہ محمد دین صاحب سے کہ وہ بہی ان کے ساتھ آئے تہے کرا دی۔ اور خاکسار سے یہہ درخواست کی کہ آپ حکیم صاحب کی اس کارروائی پر جو کہنا چاہتے ہین ہمکو کہین۔ حکیم صاحب پر کوئی الزام عائد نکرین۔

مین نے اسکے جواب مین حافظ جی سے کہا کہ آپ جو کہتے ہین اور جو آئندہ کرنا چاہتے ہین وہ صرف آپ کی دوست پروری اور پردہ پوشی ہے۔ آپنے جب حکیم صاحب کو دیکہا کہ وہ ان اصول و جوابات کے تسلیم سے بے دست و پا ہو گئے ہین۔ لہذا اب وہ مباحثہ کے لئے مجلس مین آئین گے تو الزام کہائین گے۔ اور خفت اٹھائین گے

تو یہ امر آپ پر نہایت شاق گذرا اور دوستی کے اور حکیم صاحب اس مروت کے کہ وہ آپکے کہنے سے مباحثہ کے لیے مستعد ہوئے مخالف معلوم ہوا۔ لہذا آپنے اس کاغذ پر انکا دستخط ہونے دیا۔ اور انکو یہہ وعدہ دیکر کہ ہزیمت کا الزام ہم اپنے ذمہ لین گے۔ اُن کو بہاگ جانیکا مشورہ دیا۔ مگر آپ کی اس کارروائی سے حکیم صاحب الزام ہزیمت سے بری نہین ہوسکتے اگرچہ وہ آپ ہی کے کہنے سے خاکسار کے مخاطب ومناظر ہوئے تھے۔ مگر آخر مخاطب ہوئے اور مناظر بن گئے۔ لہذا اُن کا فرض تہا کہ وہ جاتے ہوئے خاکسار سے اجازت لیتے۔ یا کم از کم یہہ اطلاع دیتے کہ ہمنے صرف حافظ جی کے کہنے سے آپ سے مناظرہ شروع کیا تہا۔ اب ہم حافظ جی کے حکم یا اجازت سے اس مناظرہ کو موقوف کر کے لودہانہ جاتے ہین۔ اُنہون نے اپنا یہہ فرض ادا نہین کیا۔ تو ہم اُنکا تعاقب نچہوڑین گے۔ اور اُن کے [illegible] ۱۵ اپریل کو ۱۱ بجے دن کے مرزا غلام احمد کے نام مضمون کا ٹیلیگرام (تار خبر) دیا۔

۱۵- اپریل ۱۸۹۱ء

"تمہارے ڈیسائیپل (حواری) نورالدین نے مباحثہ شروع کیا اور بہاگ گیا۔ اُسکو واپس کرین یا خود آوین ورنہ یہہ متصور ہوگا کہ آپنے شکست کہائی"

اس تار کے جواب مین ہمارے مقدس اور شیر بہادر مناظر مرزا صاحب سے یہ نہو سکا کہ فورًا تار کے ذریعہ مجلس مناظرہ مین حاضر ہوجانیکا وعدہ دیتے۔ بلکہ دوسرے دن ۱۶ اپریل کو ۲ بجے کی ٹرین مین ایک آدمی کے ہاتھ اس تار کے جواب مین اپنا خط ذیل روانہ کیا جو ۱۷ اپریل کو ہمکو ملا۔ اس خط مین پچہلے مباحثہ کو آپنے کان لم یکن (گویا کہ وہ ہوا ہی نہ تہا۔) ٹہیرایا۔ اور نئے مباحثہ کے لئے ایسی فاسد شرائط کو پیش کیا۔ جن سے مناظرہ کا وجود مین آنا محال تھا۔ اُن شروط کو گویا انہون نے سپر بنایا۔ اور ان کے ذریعہ سے اپنے آپ کو اور اپنے حواری کو مباحثہ سے بچالیا۔ وہ خط یہہ ہے:

۱۶- اپریل ۱۸۹۱ء لودہانہ اقبال گنج

نمبر ۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی - از عائذ باللہ الصمد غلام احمد - عافاہ اللہ وایّد - بخدمت اخویم مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا تار جسمین یہ لکہا تہا کہ تمہارے وکیل بہاگ گئے - انکو لوٹاؤ - یا آپ آؤ - ورنہ شکست یافتہ سمجھے جاؤ گے - پہنچا - اے عزیز شکست اور فتح خدا تعالے کے ہاتھ مین ہے - جسکو چاہتا ہے فتحمند کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے شکست دیتا ہے - کون جانتا ہے کہ واقعی طور پر فتحمند کون ہونے والا ہے اور شکست کہانے والا کون ہے جو آسمان پر قرار پا گیا ہے - وہی زمین پر ہو گا گو دیر سے سہی لیکن اس عاجز کو تعجب ہے کہ آپنے کیونکر یہہ گمان کر لیا کہ حبی فی اللہ مولوی حکیم نور الدین صاحب آپ سے بھاگ کر چلے آئے - آپ انکو کب بلایا تھا کہ تا وہ آپ سے اجازت مانگ کر آتے - اصل بات تو اسقدر تہی کہ حافظ محمد یوسف صاحب نے مولوی صاحب ممدوح کیخدمت مین خط لکہا تہا کہ مولوی عبد الرحمن اسجگہہ آئے ہوئے ہین ہمنے اُن کو دو تین روز کے لئے ٹھیرا لیا ہے - تا اُن کے روبرو ہم بعض شبہات اپنے آپسے دور کرا لین اور یہ بھی لکہا کہ ہم اس مجلس مین مولوی محمد حسین صاحب کو بھی بلا لینگے - چنانچہ مولوی

ا؎ وہ بے بلائے آئے مگر حافظ جی کے کہنے سے مناظرہ مین پہنس گئے - کیا پہر انپر واجب نہ تہا کہ وہ مجھسے اجازت لیتے یا کم سے کم اطلاع دیتے کہ مین جاتا ہون -

۲؎ محض خلاف واقع ہے - مولوی عبد الرحمن صاحب کو جنہے ٹہیرایا جسوقت حافظ جی کا لاہور مین ہرگز بہی نہ تہا - وہ تو اسدن آئے جسدن حکیم صاحب آئے تہے -

۳؎ محض بناوٹ ہے نہ حافظ جی نے مولوی عبد الرحمن صاحب کے سامنے حکیم صاحب کیخدمتمین کوئی شبہ پیش کیا اور نہ انہون نے دور کیا سچے ہو تو بتاؤ کہ کیا وہ شبہ تہا جو پیش کیا اور حل ہوا -

۴؎ یہاں یہ بات آپ بہول گئے کہ میرا نظارہ کیلئے تمکو بلایا تہا میں صرف ناظرین میں تہا گو گفتگو کر نیوالا کوئی تہا تم ایمانسے کہیگا

عـہ یہان تو یہہ منہ کا آنا اظہار اور اپنے خصوم کے مقابلہ مین جا بجا اپنی فتحمندی کی امیدون کا اشتہار ہے - ...ارات دخط ملاحظہ ہون -

صاحب موصوف حافظ صاحب کے اصرار کی وجہ سے لاہور مین پہونچے۔ اور منشی امیرالدین صاحب کے مکان پر اُترے اور اس تقریب پر حافظ صاحب نے اپنی طرف سے آپکو بھی بلا لیا۔ تب مولوی عبدالرحمن صاحب تو عین تذکرہ مین اُٹھکر چلے گئے اور جن صاحبون نے آپ کو بلایا تھا اُنہون نے مولوی صاحب کے آگے بیان کیا کہ ہمین مولوی محمد حسین صاحب کا طریق بحث پسند نہین آیا۔ یہ سلسلہ تو دو برس تک بھی ختم نہین ہوگا۔ آپ خود ہمارے سوالات کا جواب دیجئے۔ ہم مولوی محمد حسین صاحب کے آنے کی ضرورت نہین دیکھتے۔ اور نہ انہون نے آپکو بلایا ہے۔ تب جو کچھ ان لوگون نے پوچھا مولوی صاحب موصوف

لہ میرا تو بقول آپکے درمیان قدم ہی نہ تہا اور نہ مین نے مباحثہ کیا پہر میری کونسی بحث کا طریق ناپسند تہا۔ یہ بات کہتے ہوئے آپ نفی مباحثہ بھول گئے ہو سچ ہے۔ دروغ گورا حافظہ نباشد ٭

لہ محض دروغ بے فروغ ہے نہ حافظ جی مولوی عبدالرحمن صاحب کے سامنے یا ان کے پیچھے حکیم صاحب نے کوئی شبہ حل کرایا نہ اسکا شکریہ ادا کیا اور نہ آواز بلند یا آہستہ سے یہ کہا کہ میری نومن گل الوجوہ تسلی ہوگئی ہے۔ اب میرے دلمین کوئی شبہ و اعتراض باقی نہین ہے۔ جسوقت آپ مسیح کے سولی پر چڑھائے جانے اور موت سے وفات پانے کے دلائل نئے حواریون کو سنا رہے تہے اُسوقت تو حافظ جی وہان موجود ہی نہ تہے پہر وہ انکے ختم ہونے پر مصدق کیونکر ہوئے۔ ہان حافظ جی کے آنے پر جب وہ معہ منشی الٰہی بخش صاحب ۱۲ بجے رات کے قریب آئے تہے آپنے وہ تقریر نقل کی تہی جو درباب عدم ثبوت قتل مسیح کے ریل گاڑی مین ایک انگریز کے ساتھ آپ کی ہوئی تہی وہ تقریر سنکر بہی حافظ صاحب و منشی الٰہی بخش صاحب وغیرہ حاضرین بجز ایک شخص کے خاموش رہے نہ اسکے مصدق ہوئے نہ مکذب۔ شکریہ کجا و آواز بلند کجا۔ آپ اپنے بیان مین سچے ہین تو حافظ جی و منشی الٰہی بخش و منشی عبدالحق سے اسکی تصدیق کرا دین۔ مگر یہہ یاد رکہین کہ ہم بہی انہی حضرات مین سے بعض کی تحریری شہادت اپنے بیان کی مصدق حاصل کر چکے ہین ایسا نہو کہ مقدس حواریون کی آپسمین جنگ ہو۔

نے بخوبی ان کی تسلی کر دی - یہان تک کہ تقریر ختم ہونیکے بعد حافظ محمد یوسف صاحب نے بانشراح صدر آواز بلند سے کہا کہ اے حاضرین میری تو من کل الوجوہ تسلی ہو گئی اور میرے دلمین نہ کوئی شبہ اور نہ کوئی اعتراض باقی ہے - پھر بعد اسکے یہی تقریر منشی

[illegible]

وہ حضرات اگر باہم مصالحت کرلین گے اور بحکم "دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز" اپنے بیان سابق کے برخلاف کذب پر آمادہ ہوکر آپکے بیان کی تصدیق پر متفق ہوجاینگے تو ہم ان تینون کا علیحدہ علیحدہ حلفی اظہار لین گے - اور ان کی اختلاف بیانی سے (جو دروغگوئی کے لیئے لازمی امر ہے) اُن کی ناراستی ثابت کرین گے - انشاء اللہ تعالے

اس بیان مین جو آپنے ان لوگون کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "ہم مولوی محمد حسین صاحب کے [illegible]

بیشتر ضروری تسلیم کیا گیا تہا - وہ ضروری نہ مانا جاتا تو اسکی ضرورت کی نفی کی ضرورت نہ پڑتی - اس سے آپ کی اور آپکے حواریون کی ان باتون کا کہ "آپ کا تو درمیان قدم ہی نہ تہا - اور تم ناحق لہو لگا کر شہیدون مین داخل ہوتے ہو وغیرہ وغیرہ" جو صفحہ ۴۳ مین منقول ہین دروغ ہونا ثابت ہے -

اس مکالمہ و مباحثہ مین میرا دخل نہ تہا تو پھر انکو میرے آنیکا انتظار کیون رہا اور پھر اس کے ضرورت کی نفی کی ضرورت کیون ہوئی -

۵۱ محض دروغ بیفروغ ہے اور حافظ جی اور منشی الٰہی بخش وغیرہ اسوقت یہ بات نہ بانشراح صدر زبان پر لائے نہ بانقباض خاطر انہ آواز بلند سے نہ آہستہ - بلکہ اس مجلس مین بجز ایک شخص کے جسکی نسبت بقول سائب (صاحب جوہرے شکند قدر شعر را * تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس) تکذیب کے برابر ہے کسی نے لب نہین ہلایا - اگر آپ سچے ہین تو ان تین اشخاص سے جنکا ذکر (صفحہ ۴۸) مین ہوا ہے حلفی اظہار دلوا دین *

عبد الحق صاحب و منشی الٰہی بخش صاحب و منشی امیر دین صاحب اور مرزا امان اللہ صاحب نے کی۔ اور بہت خوش ہوکر ان سب نے مولوی صاحب کا شکریہ ادا کیا اور تہ دل سے قائل ہو گئے کہ اب کوئی شک باقی نہیں اور مولوی صاحب کو یہہ کہکر رخصت کیا کہ ہمنے محض اپنی تسلّی کرانے کے لیئے آپ کو تکلیف دی تہی سو ہماری بکلّی تسلّی ہوگئی۔ آپ بلا حرج تشریف لیجائیے سو اُنہون نے ہی بُلایا اور اُنہون نے ہی رخصت کیا۔ آپ کا تو درمیان[51] قدم ہی نہ تہا۔ پہر آپ کا یہہ جوش جو تار کے فقرات سے ظاہر ہوتا ہے کسقدر بیمحل ہے۔ آپ خود انصاف فرمادین جبکہ اُن سب لوگون نے یہ کہدیا کہ اب ہم مولوی محمد حسین صاحب کو بُلانا نہین چاہتے ہماری تسلّی ہوگئی اور وہی تو تہے۔ جنہون نے مولوی صاحب کو لودہانہ سے بُلایا تہا تو پہر [illegible] سکتے۔ اور اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ بحث ہونی چاہیئے جیسا کہ آپ اپنے رسالہ مین تحریر فرماتے ہین تو یہہ عاجز بسر و چشم حاضر ہے مگر تقریری بحثون مین صدہا طرح کا فتنہ ہوتا ہے۔ صرف تحریری بحث[52] چاہیئے۔ اور وہ یون ہو کہ مساوی طور پر چار ورق کاغذ پر آپ جو چاہین لکہکر پیش کرین اور لوگون کو باواز بلند سنادین اور ایک نقل اسکی اپنے دستخط سے مجہے دیدین۔ پہر بعد اُس کے

---

[51] بہت صحیح نہایت درست ہے۔ مین تو صرف ناظرین مین تہا مناظرہ کرنے والے اور ہی تہے۔ پہر حکیم صاحب نے جاتے ہوئے مجہسے اجازت کیون لینی۔ ناظرین صفحہ ۴۳-۴۸ و ۴۹ وغیرہ ملاحظہ فرماکر اس راستی کا امتحان کرین۔

[52] تقریر کا تحریر مین آجانا اور جو بات کسی فریق کے منہ سے نکلے اُسکو فریق ثانی کا لکہہ لینا مناسب ہے مگر اسمین یہ قید لگانا کہ بدون تحریر کوئی فریق ایک کلمہ زبان پر نہ لاوے۔ بالمشافہ گفتگو کو فضول ٹہیرانا ہے اور دائرہ گفتگو کو تنگ کرنا۔ یہہ قید ہو تو فریقین کا گفتگو کے لیئے ایک مجلس مین جمع ہونا اور بالمشافہ گفتگو کی کیا ضرورت ہے۔ ایسی تحریری گفتگو غائبانہ بذریعہ تحریرات بہی ہو سکتی ہے +

مین بہی چار ورق پر اسکا جواب لکہون اور لوگون کو سنا دون - ان دونون پرچون پر
بحث ختم ہو جائے -عہ اور فریقین مین سے کوئی ایک کلمہ تک تقریری طور پر اس بحث کے

عہ ان شروط کا بدنیتی اور دہوکہ دہی پر مبنی ہونا صفحہ (۸) مین ثابت ہو چکا ہے اس
طرفہ پر آپنے طرہ یہ چڑہایا ہے کہ اشتہار ۳ مئی ۱۸۹۱ء مین (جسکو ۲۳ مئی ۱۸۹۱ء لکہا
گیا ہے) ایسی ہی چند شرطین عہ اور بڑہا دین -

(۱) مجلس بحث مین کوئی یورپین افسر یا ہندو مجسٹریٹ ہو اور چند دیسی پولیسمین
بہی ہون -

(۲) سوال وجواب لکہنے والا کوئی ہندو خوشخط ہو -

(۳) [illegible]

(۴) آٹھ بجے سے دس بجے تک یہ جلسہ ختم ہو - اس سے زیادہ ہو تو نماز ظہر تک
ایسی ہی اسمین بعض اور شروط ہین ان شروط کو پیش کر کے اپنے دائرہ
مباحثہ کو اور بہی تنگ کیا اور یہ ثابت کر دکہایا ہے کہ درحقیقت آپکو مباحثہ منظور
نہین ہے - یہ صرف مباحثہ سے جان بچانے کے حیلے بنائے ہین - آپنے یہ سوچکر
ایسی شروط کو پیش کیا ہے کہ ان شروط سے کسی نہ کسی شرط کا فوت ہو جانا ممکن ہے
اور اس سے مباحثہ سے ہماری نجات کی امید ہے (مثلاً ممکن ہے کہ کوئی یورپین افسر
یا ہندو مجسٹریٹ جو حاکم ہین نہ رعایا کے محکوم) اس مذہبی بحث کی مجلس مین شامل ہونا
پسند نکرین یا کوئی ہندو خوشخط جو فارسی اردو کے علاوہ عربی کہنا (جو اس مذہبی بحث
مین لازمی امر ہے) نجانتا ہو وعلی ہذا القیاس -

شروط سوم وچہارم مین آپنے یہ بہی جتایا ہے کہ اس بحث سے آپ کو
اظہار حق مقصود نہین ہے - صرف بزعم خود الزام خصم مدنظر ہے جو جدال کہلاتا ہے یا اپنے

عہ [illegible]

بارہ ہین مگر سے جو کچھہ ہو تحریر مین ہو اور پرچے صرف دو ہون اول آپ کی طرف ایک
جو ورقہ پرچہ جسمین آپ میرے مشہور کردہ دعوے کا قرآن کریم اور حدیث کی رو سے رد لکھین

مخاطبون کا امتحانِ علم و معلومات جیسے یونیورسٹی مین طلبا کو سوال دیکر حکم دیا جاتا ہے
کہ اتنے گھنٹون مین وہ اُن کا جواب دین۔ تب وہ پاس ہو سکتے ہین اور اگر اظہار حق
مقصود ہو تو اسکے کیا معنے کہ وہ اظہار ایک گھنٹہ یا آدہ گھنٹہ مین ہو۔ اس کے بعد
کوئی حق کہے گا تو وہ زاید المیعاد سمجھکر رد کیا جائے گا۔ اسپر اگر کوئی یہ اعتراض
کرے کہ تحریر جوابات اور اختتام مباحثہ کے لئے کوئی حد و مدت مقرر نہو تو سلسلہ
فضول گوئی قطع نہو۔ ہر شخص مخالفِ حق جبتک جو چاہے بکتا رہے ۔ اسمین اضاعت
وقت کے علاوہ یہ بہی ایک نقصان ہے کہ حق ظاہر نہو جو اصل مقصود مباحثہ ہے
تو اسکا جواب یہ ہی کہ جب خصم مخالف حق اس قسم کی واہیات کہنا شروع کرے تب طالب حق بعض
باتون کا واہی ہونا ظاہر کر کے اس سے اعراض و خاموشی اختیار کرے
اور بحث کو موقوف کر دے۔ اس سے فضول گوئی کا سلسلہ قطع ہو گا۔ اور حق
خود بخود سامعین و ناظرین پر ظاہر ہو جاویگا۔ اور اگر اس مجلس کی ہیجا پارٹی مین
پارٹی فیلنگ ہو (یعنے اس کے جمہور ارکان کو ایک جانب کی طرفداری کا خیال
ہو) تو یہ اظہار حق و قطع سلسلہ فضول گوئی منصف مسلم الطرفین کی منصفی سے
ہو سکتا ہے وہ جب خصم مخالف حق کو فضول باتون کیطرف متوجہ ہوتا دیکھیگا۔ اسکو روک دیگا
اور اسکے مخاطب حقانی کی حق گوئی کی داد دیگا۔ بالجملہ حق پژوہی و قطع سلسلہ فضول گوئی کا یہ طریق
نہین کہ تقریر حق کے لئے وقت اور تعداد اوراق مقرر کر دین۔ اسکا طریق یہ ہی کہ کمال وسعت اور آزادی
کے ساتھ حق کہدین اور خصم کو پوری آزادی سے جواب کا اختیار دین پہر اسکا انصاف حاضرین و منصفین
سے کرالین آپنے اس ضروری اور لازمی شرط منصفی کو تو نظر انداز کیا اور بجائے اسکے فضول اور ناجائز

اور پہر دوسرا پرچہ جو ورقہ اسی تقطیع کا میری طرف سے ہو جسمین مین اللہ جلشانہ کے
فضل و توفیق سے رد الرد لکہون اور انہین دونون پرچون پر بحث ختم ہو جائے ۔ اگر
آپکو ایسا منظور ہو تو مین لاہور مین آسکتا ہون اور انشاء اللہ تعالے امن قائم رہنے کی
لئے انتظام کرا دون گا ۔ یہی آپکے رسالہ کا بہی جواب ہے ۔ اب اگر آپ نہ مانین تو پہر آپکی طرف سے
گریز متصور ہوگی ۔ **راقم** ۔ خاکسار غلام احمد از لودہانہ محلہ اقبال گنج ۱۶ ۔ اپریل ۱۸۹۱ء

مگر یہ کہ جسقدر ورق لکہنے کیلئے آپ پسند کرین اُسیقدر اوراق پر لکہنے کی مجہے اجازت
دیجائے لیکن یہ پہلے ہی جلسہ مین تصفیہ پا جانا چاہئے کہ آپ اسقدر اوراق لکہنے کیلئے کافی سمجہتے
ہین اور آن مکرم اسبات کو خوب یاد رکہین کہ پرچے صرف دو ہونگے ۔ اول آپکی طرف سے میرے
ان دونون بیانات کا رد ہوگا جو مین نے لکہا ہی کہ مین مثیل مسیح ہون اور نیز یہ کہ حضرت مسیح ابن

[illegible]

تسلیم اور سہل الوقوع نہین ۔ اور عذر عدم فرصتی سے صاف انکار کسنی کیا آپکا خط نمبری ۱۱ ملاحظہ ہو ۔

۵۲ نہین نہین اول آپکی طرف سے تحریر ہونی چاہئے کیونکہ آپ مدعی ہین اور بار ثبوت آپ پر ہے
آپکا خصم تو آپکا معارضہ کریگا یا دافع یا سائل بنے گا ۔ جسکی نوبت آپکے بعد آنیوالی ہے کتب فن مناظرہ
(رشیدیہ وغیرہ) نظر سے نہین گزرین تو کسی اہل علم سے پوچہ لین ۔

۵۳ صرف مثیل مسیح کیون کہتے ہین آپنو الامسیح کہین اور لوگون کو دہوکہ ندین ۔ صرف آپ کا
مثیل مسیح ہونا محل نزاع نہین ہے ۔ سخت نزاع اور شدید بحث کا محل تو آپ کا یہ
دعوے ہے کہ مسیح موعود سے (جسکے قیامت سے پہلے آنے کی خبر صحاح
مین وارد ہے) حضرت عیسی نبی اللہ مراد نہین بلکہ آپ مراد ہین جو مثیل ہونے کے
مدعی ہین ۔ یہان تو آپ نے دعوے وفات مسیح مین بحث ہونے کی آڑ مین دعوے
مسیح موعود ہونیکا ثبوت پیش کرنے سے گریز کیا ہے اور خط نمبری (۱۱و۱۲) مین اپنے
اس دعوی کا ثبوت پیش کرنے اور اسکے لائق بحث ہونیسے صاف انکار کر دیا ۔ ناظرین انکی چالونکو دیکہتے جائین

مریم درحقیقت وفات پاگئے ہین - پہر اس رد کے رد الرد کے لئے میریطرف سے تحریر ہوگی غرض پہلے آپکا یہہ حق ہوگا کہ جو کچھہ ان دعاوی کے بطلان کے لئے آپکے پاس ذخیرۂ نصوص قرآنیہ وحدیثیہ موجود ہے وہ آپ پیش کرین پہر جسطرح خدا تعالے چاہیگا یہ عاجز اسکا جواب دیگا - اور بغیر اس طریق کے جسکے انصاف پر بنا اور نیز امن رہنے کے لئے احسن انتظام ہے اور کوئی طریق اس عاجز کو منظور نہین اگر یہ طریق منظور نہو تو پہر ہماریطرف سے یہ آخری تحریر تصور فرماوین اور خود بہی خط لکہنے کی تکلیف روانہ رکہین اور بحالت انکار ہرگز کوئی تحریر یا کوئی خط میریطرف نلکہین اگر پوری اور کامل طور پر بلا کم وبیش میری راے ہی منظور ہو تو صرف اسی حالت مین جواب تحریر فرماوین ورنہ نہین ؞

آج بہوپال سے ایک کارڈ مرقومہ ۱۹ اپریل ۱۸۹۱ء اخویم مولوی محمد احسن صاحب [illegible] کا نمونہ معلوم ہو گیا

ـه یہ بہی آپکی دہوکہ آمیز دہمکی ہے جس سے آپکا یہہ مقصود ہے کہ اگر مخاطب نے اس دہمکی مین آکر ہماری شرط فاسد کو قبول کرلیا تو وہ دام مین آیا اور اگر اس نے جواب سے انکار یا سکوت کیا تو یہ مشہور کیا جائیگا کہ مخاطب نے ہمارے خط کا جواب نہین دیا اور وہ ہار گیا مگر خدا کا شکر ہے کہ آپکا یہ دہوکہ ہمارے خیال مین آگیا - ہمنے نہ آپکی شرط فاسد کو بلا شرط مانا - نہ جواب خط سے سکوت کیا اور آپکی اس خط کا جواب ایسا دیا جو آپکی شرط کے موافق نہ تہا - دیا این ہمہ اسکو آپنے وصول کر کے آپنے اس خط کا آخری ہونا توڑ دیا - اور ہمارے اس جواب کے جوابمین ایک اور خط بہی لکہدیا اسکا جواب ہمنے خط نمبری ۲۲۵ مین دیا اور پہر اسکی تاکید مین خط نمبر ۲۴۹ ارسال کیا تو ان خطون کے جواب مین آپسے کچھہ بن نہ پڑا اور وہ الزام سکوت وعجز از جواب جو اس دہوکہ آمیز دہمکی سے آپ ہم پر لگانا چاہتے تہے خدا تعالے نے آپکے لگا دیا اور آپ پر یہہ مصرع صادق آگیا ؏ مرا خواندی و خود بدام آمدی ؞

ـه آپنے اخلاق کریمانہ اور مہذبانہ مندرجہ اشتہار ۲۰ - مارچ ۱۸۹۱ء کا نمونہ ملاحظہ فرماتے تو

پیر م

آپ اپنے کارڈ مین فرماتے ہین کہ مین نے مرزا غلام احمد کے اس دعوی جدید کی اپنے ریویو مین تصدیق نہین کی۔ بلکہ اسکی تکذیب خود براہین مین موجود ہے۔ آپ بلا رویت مرزا پر ایمان لے آئے۔ آپ ذرا ایک دفعہ اگر اسکو دیکھ تو لین۔ تسمع بالمعیدی خیر من ان تراہ۔ اشاعت السنۃ مین اب ثابت ہوتا رہیگا کہ یہہ شخص ملہم نہین ہے فقط حضرت مولوی صاحب من آنم کہ من دانم۔ آپ جہانتک ممکن ہے ایسے الفاظ استعمال کیجیے۔ مین کہتا ہون اور میری شان کیا بیشک آپ جو چاہین لکہین اور اس وعدہ تہذیب[1] کی پروانہ رکہین جسکو آپ چہاپ چکے ہین۔ دلی یسمع ویری والسلام علی من اتبع الہدے۔ خاکسار غلام احمد۔

آج ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء کو آپ کی خدمت مین خط بہیجا گیا ہے اور ۲۰ اپریل ۱۸۹۱ء تک آپ جواب انتظار ہین گے۔ اگر ۲۰ اپریل ۱۸۹۱ء تک اپکا جواب نہ پہنچا تو یہی خط

تتمہ حاشیہ صفحہ ۵: یہ کلمہ لکہتے ہوئے شرملتے اور یہ خیال فرماتے کہ جس کی آنکھہ مین شہتیر ہو وہ دوسرے کی آنکھہ کے تنکے پر کیا اعتراض کرسکتا ہے۔ اس کارڈ مین یہ الفاظ۔ "اسکو" (بصیغہ واحد) اور "یہ شخص ملہم نہین" (جو آپکو بالمواجہ نہین لکہے گئے) محل اعتراض و خلاف تہذیب و اخلاق سمجہے گئے ہین تو ان کا موازنہ الفاظ "بیمیا دہ ایمان" (جو آپکے اشتہار ۲۶ مارچ ۱۸۹۱ء سے مستفاد ہین) اور الفاظ (دغاباز۔ حرامخور وغیرہ وغیرہ) جو آپنے حواریون سے کہلائے ہین کرین اور پہر انصاف سے کہین کہ تہذیب و اخلاق کا التزام کس جانب مین ہے +

[1] یہان اس وعدہ کا التزام برابر رہا اور رہے گا۔ انشاءاللہ تعالے دیکہیے آپنے اور آپکے حکم ورضا و علم سے آپکے حواریون نے ہم کو کسقدر برا کہا ہے۔ ہمنے کسی لفظ کا جواب دیا ہے۔ نہین ہرگز نہین۔ آیندہ بہی انشاءاللہ تعالے ایسا ہی ہوگا ہمکو خدا تعالے سے امید ہے کہ ہمارا صبر اور آپ کا روز افزون جور و جفا لوگون پر اچھا اثر پیدا کرے گا۔ اس سے لوگ سمجہہ جائینگے کہ آپ الہامی نہین ہین +

آپ کے رسالہ کے جواب مین کسی اخبار وغیرہ مین شائع کر دیا جاوے گا فقط

مرزا غلام احمد بقلم خود ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء

اس کا جواب

نمبر (۲۰۰) بسم اللہ الرحمن الرحیم لاہور۔ ۱۷ اپریل ۱۸۹۱ء

جناب مرزا غلام احمد صاحب۔

بعد سلام مسنون۔ ۱۶ اپریل کے خط مین جو آپنے اپنے حواری مولوی نورالدین کے عدم گریز کی وجہ بتائی ہے وہ صحیح نہین ہے اور اس وجہ کی تفصیل مین جو کچھ آپنے لکھا ہے وہ بھی مغالطہ سے خالی نہین ہے۔ مین اس اجمال کی تفصیل[۱] اپنے رسالہ مین کرونگا۔ انشاء [illegible] کا جواب یہ ہے [illegible] اپنے تحریری بحث کیلئے دو شرطین پیش کی ہین۔ اول یہ کہ ایک ہی دفعہ فریقین اپنی اپنی تحریرات پیش کرین۔ دوسرے یہ کہ ان تحریرون کے اوراق محدود ہون۔ ان مین جو آپنے اپنی قدیم عادت تغلیط مخاطب کے مطابق مغالطہ دینا چاہا ہے مین اسکو تاڑ گیا ہون۔ جسکی تشریح[۲] اپنے رسالہ مین کرونگا انشاء اللہ تعالے۔ مگر مین آپ کی قطع حجت کی غرض سے ان دونون شرطون کو منظور کرتا ہون اور صاف کہتا ہون کہ مین ایک ہی دفعہ اپنی تحریر پیش کرونگا اور اسکے اوراق بھی محدود کر دونگا۔ مگر **دو شرطین** آپ میری بھی **منظور** کر لین (جو نئی شرط نہین ہین) بلکہ پہلے ہی میرے خط نمبر ۱۱۴ و ۱۲۰ مین معروض ہو چکے ہین)۔ **اول** یہ کہ قبل از مباحثہ تحریری آپ رسالہ ازالۃ الاوہام میرے پاس بھیجدین[۳] تاکہ مین اپنی تحریر مین آپکے جملہ

---

[۱] یہ تفصیل حاشیہ صفحہ (۳۳-۴۶-۴۷) وغیرہ مین ہو چکی ہے۔
[۲] یہ تشریح صفحہ (۸) وغیرہ مین ہو چکی ہے۔
[۳] تمام نہین تو صرف اسیقدر جسقدر چھپ چکا ہے اور برخلاف عہد خط نمبر ۴ منقولہ صفحہ (۳۶۴) نمبر ۱۲ جلد ۱۲ حکیم نورالدین صاحب کے پاس بھیجا گیا ہے۔

دلائل کا جواب یکبارگی تحریر کر سکون اور اُن دلائل کو دیکھکر یہ بہی اندازہ کر سکون
کہ مین انکا جواب کسقدر اوراق مین ادا کر سکونگا۔ آپ کا وعدہ بہی ہے کہ وہ رسالہ آپ
کے پاس بیس پچیس روز مین پہونچیگا اور آپسے پہلے کیسکو ندیا جاویگا جو ایک دفعہ ٹوٹ
بہی چکا ہے۔ **دوم** یہ کہ مین قبل از مباحثہ چند اصول کی تمہید کرون اور آپسے اُن کو تسلیم
کراون۔ جیسے کہ آپکے حواری مولوی نوردین سے تسلیم کرا چکا ہون۔ ان دونون
شرطون کے تسلیم و تعمیل کے بعد آپ جس تاریخ مین اپریل کی چاہین لاہور تشریف لائین
مین حاضر ہون۔ ماہ اپریل مین آپ رسالہ ازالۃ الاوہام نہ بہیج سکین تو ماہ مئی مین ہی
اس مہینے مین مجہے سفر درپیش آگیا (جسکو مین بارہا ظاہر کر چکا ہون۔) تو مین جہان
ہونگا۔ وہان سے تاریخ مقررہ پر لاہور پہنچونگا انشاءاللہ تعالے۔ چنانچہ اپنے خط
[illegible]
جو الفاظ لکہے گئے ہین ان کا موازنہ اپنے الفاظ اشتہار ۲۶ مارچ سے کرین۔ اور
انصاف سے کہین کہ تہذیب کا التزام کس جانب ہے۔ اسکی توضیح بہی رسالہ مین ہوگی
انشاءاللہ تعالے ✣

ابوسعید محمد حسین

ضمیمہ خط نمبری ۲۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نمبر ۲۰۷   لاہور ۸ اپریل ۱۸۹۱ء

خیالی مسیح مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ھداہ اللہ الصراط المستقیم
سلام علی من اتبع الھدی۔ کل آپکے خط ۱۶۔ اپریل ۱۸۹۱ء کا جواب ہمدست حامل خط
مذکور ارسال کر چکا ہون۔ آج اس خیال سے کہ شاید اس خط کے وصول سے آپ انکار کرین

۵۲ یہ تو ضیح صفحہ (۵۵) مین ہو چکی ہے۔ ۵۸ یعنی وہ رسالہ حکیم نورالدین کے پاس بہیجا گیا۔ اس اعتراض کا
جواب تمام امیزا پنے ضمیمہ سیالکوٹ گزٹ ۲۵۔ اپریل ۱۸۹۱ء مین ایک حواری سے دلوایا وہ اسکے نسبت انصاف سے۔ ایمان سے کہین۔

جیسے کہ آپنے خط سابق مین میرے مقابلہ مین اپنے حواری کے مباحث ہونیسے انکار کیا ہے
اس خط کی نقل بذریعہ رجسٹری ارسال کرتا ہون - علاوہ بران **دو باتین** (جن سے آپکو
اور ڈھیل دینا اور آپ کی حجت کو قطع کرنا مقصود ہے) مین اور لکھتا ہون - ان باتون کو
آپ خط سابق کا ضمیمہ قرار دین - **اول** یہ کہ اگر آپ مباحثہ کی مجلس مین اصول کی
تمہید و تسلیم سے ڈرین اور یہہ خیال کرین کہ خدا جانے وہ اصول جو ہمسے تسلیم کرائی جاوینگے
کیسے سخت مشکل اور ہمارے فہم اور علم سے اجنبی ہونگے اور بنا بر علیہ آپ یہہ کہین -
(جیسے کہ آپکے حواری نے مجلس مباحثہ مین کہا تہا) کہ خدا جانے ان اصول کی تسلیم سے
ہمپر کیا پتھر پڑین گے - تو مین ان اصول کو آپکے پاس وہان بہیجدیتا ہون - بشرطیکہ
آپ تمہید اصول کو تسلیم کرین - اس سے آپ کو ان اصول کے سمجھنے اور ان مین غور کرنے
[illegible] مین آپکے حواری صاحب
مبتلا ہو گئے اور اس سبب سے وہ مباحثہ چہوڑ کر بہاگ گئے نجات ہو گی **دوم** یہ کہ اگر آپ
میری شرط اول کو تسلیم نکرین اور مباحثہ سے پہلے ازالۃ الاوہام میرے پاس بہیج
نہ سکین تو مین اس شرط کی تسلیم سے آپکو بری کرتا ہون بشرطیکہ آپ اپنی شرط (جو
مبنی بر مغالطہ) مین اتنی ترمیم کر دین کہ پہلے تحریر آپ کی ہو - جسمین آپ اپنے دعاوی
جدیدہ کے بمع دلائل درج کرین - اسکے بعد میری تحریر ہو - جسمین آپکے دلائل کا جواب ادا ہو
اور اگر آپ ابہی اس شرط فاسد مین اتنی ترمیم بہی روا نہین رکہتے تو اسکی ایسی وجہ
معقول بیان کرین جسکو آپکے مخالف اور موافق سب قبول کرسکین - یا آپ یہ ثابت
کر دکہائین کہ آپ مین ایسی مزیت و فوقیت پائی جاتی ہے کہ آپ جو کچہہ کہین اسکو
اور لوگ کا لوحی من السماء بلا دلیل مان لین اور جو بات کوئی دوسرا کہے اسکی
تسلیم آپکے لئے جائز نہو - چہ جائے واجب ! جو لوگ آپ کو ملہم مانتے ہین صرف وہی
آپکے خیال و مقال کی نسبت یہ کہتے ہین ' امنا کل من عند ربنا ' مین تو آپ کا مرید

نہیں ہوا۔ کہ جو آپ کہیں بلا دلیل مان لوں۔ میں نے جو آپ کو تار دیا تھا۔ وہ اُسی مباحثہ کے سلسلہ میں تھا جو آپکے حواری نے شروع کیا تھا۔ جس کا منشا صاف یہ تھا کہ جو مباحثہ شروع ہے اسکو پورا کرنے کے لئے اپنے حواری کو واپس کریں یا خود تشریف لائیں نہ یہہ کہ آپ نئے مباحثہ کے لئے نئی شروط قائم کریں اور پہر اسکے مقابلہ میں جو شرط خصم پیش کرے اُسے تسلیم نکریں۔ ان خطوط کا جواب ۲۱ ماہ حال تک نہ پہونچا تو ان خطوں کو رسالہ میں چہاپ دیا جائے گا۔ اور اس سے ناظرین خود غور و انصاف کرلینگے کہ واجبی بات ماننے سے کسکو انکار رہے اور گریز از مباحثہ کس نے کیا؟

ابوسعید محمد حسین

ان خطوں کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ وایّد بخدمت اخویم مکرم مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ باعث تعجب ہوا آپ نہ تو اظہار حق کی غرض سے بحث[۵۱] کرنا چاہتے ہیں اور نہ اس جوش بے اصل سے باز رہ سکتے ہیں۔ عزیز من[۵۲] رحمکم اللہ یہ عاجز آپکو کوئی الزام[۵۳] دینا نہیں چاہتا مگر آپ ہی کا قول

[۵۱] ناظرین پر مخفی نہیں ہے کہ بحث کون نہیں چاہتا اور کون شخص ناجائز شروط پیش کر کے اس سے جان چھوڑاتا ہے اور اگر اس سے یہ مقصود ہے کہ بحث تو چاہتے ہیں مگر نہ بغرض اظہار حق بلکہ بغرض الزام خصم۔ تو یہ امر مضمر ہے اسکا تصفیہ بجز اسکے کیونکر ہو سکتا کہ ہم اور آپ قسم کہائیں اور جہوٹہ کو لعنت بنائیں اور آیہ مباہلہ پر عمل کریں۔ اگر آپ جائز سمجہیں۔

[۵۲] پہر وہی لفظ فرمایا ہے جو پہلے صفحہ (۴۷) میں آپ سے نقل ہوا ہے۔ اس لفظ میں اپنی بزرگی کا ادعا ہے۔ مگر معلوم نہیں کس وصف میں آپ بزرگ بنتے ہیں۔ عمر میں یا علم میں یا زہد و تقوے میں جو دعوے ہو نا زیبا ہے اور شمار خویش خود گفتن الخ کا مصداق۔

[۵۳] آپکا تو دلی منشا یہی ہے مگر خدا پورا نہیں کرتا۔ جو الزام آپ دوسرے پر قائم کرنا چاہتے ہیں وہ آپ پر عاید ہو جاتا ہے کما قیل ۵ میں الزام اسکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا۔

وفعل آپکو الزام دے رہا ہے آپ کا آدہی رات کو تار پہنچا کہ ابہی آو ورنہ شکست یافتہ سمجہے جاوگے کسقدر آپکی اس تار پود سے مخالف ہے جو آپ اب پہیلا رہے ہین۔ افسوس کہ آپنے بحث کرنے کے لئے بذریعہ تار بلایا پہر آپ گریز کر گئے اور اب آپ کا خط جو شکست بعد از جنگ کا نمونہ ہے۔ فضول باتون کو پیش کر کے اور بہی تعجب مین ڈالتا ہے چنانچہ ذیل مین آپکے اقوال کا جواب دیتا ہون۔

قولہ۔ دو باتین جن سے آپ کو اور ڈہیل دیتا ہون لکہتا ہون :۔

اقول۔ حضرت یہ تو آپ حیلہ حوالہ سے اپنے تئین ڈہیل دے رہے ہین مین نے کب کہا تہا کہ مجہے ڈہیل دین۔ آپکی آدہی رات کو تار آئی مین تیار ہو گیا۔ آپ کی اصل حقیقت معلوم کرنے کے لئے خرچ دیکر بلا توقف اپنا آدمی روانہ کیا۔ بحث منظور کر لی۔ سب انتظام مجلس اپنے ذمہ لیا مگر آپ ہماری تیاری کا نام سنتے ہی کنارہ کش ہو گئے اب سوچین کہ کیا نتیجہ

۱؎ گریز اس شخص کیطرف سے ہوا جس نے مباحثہ سے جان بچانے کے لئے ناجائز شروط کو پیش کیا اور مخاطب کے جائز شروط کو نہ مانا اب اس امر کا تصفیہ ناظرین خود کر لین گے کہ ایسا کسنے کیا آپ چاہین اس امر مین کسی منصف کے سامنے بحث کر لین آپکا گریز ثابت نہوا در اور منصف مسلم الطرفین نے اسکو تسلیم نہ کیا تو ہم آیندہ آپکے ساتھ معارضہ سے دست بردار ہو جائینگے۔ لیجئے ایک بات مین میدان ہاتہ مین آتا ہے اور کیا چاہتے ہین۔

۲؎ یہ آپکی تہذیب انصاف پسندی حق طلبی روحانیت اور انکسار کا نمونہ ہے۔ کوئی پوچہے جنگ کب ہوئی اور ختم کب ہوئی آپنے جنگ کی ناجائز شرطین پیش کین ادہر سے بھی بعرض چند شروط مقابلہ کیا گیا۔ آپنے نہ شروط کو مانا نہ انکا انکار کیا بلکہ جواب خط دینا ترک کر دیا اسکا نام اختتام جنگ ہے تو یہ آپکی بطرفی ہوا گریز ہی تو آپنے کیا۔ پہر بر طبق مثل۔ "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے"۔ الزام گریز دوسرون پر لگایا۔ سو بہی ایسے الفاظ سے جسکو ادنی اہل تہذیب و صاحب اخلاق استعمال نہین کر سکتا چہ جائیکہ مدعیان روحانیت و انکسار و ایثار و الانوار وغیرہ وغیرہ۔

۳؎ دل سے پوچہئے۔ اور خدا سے۔ لوگون سے کسی سے تو شرمائیے۔ شروط فاسد کی آڑ بناکر گو

بحث کو ڈھیل مین ڈالدیا۔ یا آپ نے اگر مین آپ ہی لاہور مین پہنچتا تو کسقدر تکلیف ہوتی۔ آپکی اس حرکت نے نہ صرف آپکو شرمندہ کیا بلکہ آپ کی تمام عقلمند پارٹی کو خجالت کا حصہ دیا اس کنارہ کشی کا آپ پر بڑا بار رہے کہ جو بودی عذرون سے دور نہین ہوسکتا۔ آپنے ناگوار طریقہ سے مقابل پر آنیکی دہمکی تو دی مگر آخر آپ ہی ٹہر نہ سکے۔ کیا اس دعوے کے ساتھ جو آپکو ہے یہ گریز آپ کی علمی وجاہت پر دہبہ نہین لگاتے۔

قولہ۔ اگر آپ عین مباحثہ کے جلسہ مین اصول کی تمہید و تسلیم سے ڈرین تو مین ان اصول کو آپکے پاس وہان بہیجدیتا ہون تا آپکو آپکے سمجھنے کے لیئے کافی مہلت ملجائے ناگہانی ابتلا سے بچ جائین اور وہ حال نہ ہو جو آپکے حواری کا ہوا۔

اقول۔ حضرت آپکو خود مناسب ہے کہ آپ ان اصولون سے ڈرین کوئی عقلمند ان [illegible] ڈر [illegible] تو آپ ان اصول کو [illegible] ہین اور ایسے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰)

کنارہ کش ہوا اور اپتک کون کنارہ کش ہے مین تو آپکے گہر کے قریب بہی پہنچا اور آپکو مناظرہ کے لیئے بلایا پہر آپنے بچ کے کام کا بہانہ پیش کرکے کنارہ کشی کو اختیار کیا باینہمہ یہ الزام دوسرون پر لگانا آپ ہی کا کام ہے ؎ این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔

لہ یہان تو آپنے اصول اسلام کو لغو کہدیا مگر اپنے خط نمبری (۱۱۰۴۴) مین ان اصول کی تمہید کو تسلیم و منظور کرلیا۔ معلوم نہین اُس خط مین آپ اس خیال لغویت کو بحکم آنکہ۔ دروغگو را حافظہ نباشد۔ بہول گئے۔ یا جو اس خط مین لکہتے ہین وہ دل سے نہین کہتے۔ اور آپ کے مذہب کا کوئی اصول نہین۔ بہر حال آپنے یہہ بات دل سے کہی ہے تو آپ کی تسلیم خط نمبری (۱۱۰۴۴) لغو ہے۔ اور آپ پر آیت والذین ھم عن اللغو معرضون۔ اور آیت لم تقولون ما لا تفعلون کے خلاف کا الزام قائم ہے اور اگر وہ تسلیم دلسے ہی تو آپکا ان اصول کو لغو کہنا اصول اسلام کو لغو کہنا ہی۔ زیادہ ہم کیا لکہین۔

لغویات کی طرف توجہ کرنے سے مجھے یہ آیت روکتی ہے جو اللہ جل شانہ فرماتا ہے ۔ والذین هم عن اللغو معرضون ۔ اور نیز یہ حدیث نبوی کہ من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه ۔

یہ بات ظاہر ہے کہ جو بات ضرورت سے خارج ہے وہ لغو ہے ۔ اب دیکھنا چاہیے کہ اس بحث کے لئے شرعی طور پر آپکو کس بات کی ضرورت ہے سو ادنے تامل سے ظاہر ہوگا کہ آپ صرف[ط۱] اس بات کے مستحق ہین کہ مجھ سے تشخیص دعوی کرا وین سو مین نے بذریعہ فتح اسلام و توضیح مرام اور نیز بذریعہ اس حصہ ازالہ اوہام کے جو قول فصیح مین شائع ہو چکا ہے اچھی طرح اپنا دعوے بیان کر دیا ہے ۔ اور مین اقرار کرتا ہون کہ اس سے زیادہ اور کوئی میرا دعوے نہین جو آپ پر مخفی ہو ۔ اور وہ دعوے یہی ہے کہ مین الہام کی بنا پر مثیل المسیح ہونیکا مدعی ہون اور ساتھہ ہی یہ بھی کہتا ہون کہ حضرت مسیح بن مریم درحقیقت فوت ہو گئے ہین سو [illegible] مثیل مسیح [illegible] اشاعت [illegible] امکانی طور پر مان چکے ہین ۔ اور مین اس سے زیادہ آپ سے تسلیم بھی نہین کراتا ۔ اگر مین حقیر ہون تو خود اللہ جلشانہٗ میری مدد کریگا اور اپنے زور آور حملون سے میری سچائی ظاہر کرے گا ۔

رہا مسیح بن مریم کا فوت ہونا سو فوت ہونے کے دلائل لکھنا میرے پر کچھہ[ط۲] فرض نہین کیونکہ مین نے کوئی ایسا دعوی نہین کیا جو خدا تعالے کی سنت قدیمہ[ط۳] کے مخالف ہو بلکہ مسلسل

ط۱ یعنی اس دعوی کے دلائل نہ پوچھین یہ مسئلہ نہ شریعت اسلام کا ہے نہ فن مناظرہ کا ہے ۔ آپ سچے ہین تو بتلائین شرع کی یا فن مناظرہ کے کس کتاب مین یہ لکھا ہے کہ مدعی سے صرف تشخیص دعوی کرائی جاوے اُس دعوی پر دلیل اُس سے طلب نہو ۔

ط۲ کسی دعوی کے مدعی پر دلائل لکھنا فرض نہین تو پھر کیا اس کی منکر پر فرض ہے اس امر کی نہ شریعت مصدق ہے نہ فن مناظرہ کتب شریعت مین اتفاقی مسئلہ ہے البینه علے المدعی اور رشیدیہ کتاب فن مناظرہ مین ہی المدعی من انتصب لنفسه لاثبات الحکم بالدلیل او التنبیه

ط۳ یہ آپ کا ایک اور دعوے ہے جو خصم کے نزدیک مسلم نہین چنانچہ اس خط کے جواب مین بیان کیا گیا ہے کہ اس مین آپنے دہوکہ دیا ہے لہذا اس کی دلیل بھی آپ کے ذمہ ہے ۔

طور پر ابتدای حضرت آدم سے یہی طریق جاری ہے کہ جو پیدا ہوا وہ آخر ایک دن جوانی کیحالت مین یا بڈہا ہوکر مرے گا جیسا کہ اللہ جلشانہ آپ فرماتے ہین۔ ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکی لا یعلم بعد علم شیئًا۔ پس جبکہ میرے پر یہہ فرض ہی نہین کہ مین مسیح کے فوت ہونے کے دلائل لکہون اور انکا فوت ہونا تو مین بیان ہی کر چکا تو اب اگر مین آپ سے پہلے لکہون تو فرمایئے کیا لکہون[1]۔ یہ تو آپ کا حق ہے کہ میرے بیان کے ابطال کے لئے پہلے آپ قلم اوٹہائین اور آیات اور احادیث سے ثابت کر دکہائین کہ سارا جہان تو اس دنیا سے رخصت ہوتا گیا اور ہمارے نبی کریم بہی وفات پا گئے مگر مسیح وفات پانے سے ابتک باقی رہا ہوا ہے۔ کسی مناظر کو پوچھکر دیکھ لین کہ داب مناظرہ کیا ہے[2]

اب یہی یاد [illegible] سب باتین مسیح کے زندہ مع جسد اوٹہائے جانے کے فرع ہین[3]۔ اگر آپ یہہ ثابت کر دین گے کہ مسیح زندہ بجسدہ العنصری آسمان کی طرف اوٹہایا گیا تو پہر آپنے سب کچھ ثابت کر دیا غرض پہلے تحریر کرنا آپکا حق ہے اگر اب بہی آپ مانتے نہین تو چند غیر قومون کے آدمیون کو منصف مقرر کر کے دیکہلو[4]۔

---

[1] اپنے دعوی کے دلائل لکہئے اور نہین تو دو چار گالیان مغالطے ہی سہی۔

[2] آپ ہی بتلا دیجئے مگر کتاب کے حوالہ سے ہمنے تو کتب مناظرہ مین یہی پڑہا ہے کہ دلیل مدعی کے ذمہ ہے نہ منکر و مانع کے۔

[3] فرع اب بنگئی۔ فتح اسلام توضیح مرام اور اور دیگر ابتدائی تحریرون مین اور خط سابق نمبر ۸ و خط ہذا کے منقول مضمون صفحہ ۶۱ تک تو آپکے مسیح موعود ہونیکا دعوی اصل ہے مسیح کے فوت ہو جانیکا ذکر تو اُن مین تبعًا و ضمنًا ہے رسالہ توضیح مرام و رسالہ فتح اسلام کو پہر ایک دفعہ دیکہہ جائیے۔ اگر بہول گئی ہین اور اس خط اور خط سابق کے فقرات زیر نشان کو ملاحظہ کرین اسکی زیادہ توضیح ہمارے خط نمبری ۱۰ ۱ ۳ کر حواشی مین ہوگی انشاء اللہ تعالی

[4] اسمین آپ یہ جتلاتے ہین کہ آپ مسلمانون کو اپنا ہم مذہب نہین سمجہتے اور کسی مسلمان سے حق گوئی کی امید

اور اخویم حکیم مولوی نورالدین صاحب کب آپکے بلائے لاہور مین گئے تھے۔ جنہون نے بلایا اُنہون نے مولوی صاحب موصوف سے اپنی پوری تسلی کرالی اور آپکے ان لغو اصولون سے بیزاری ظاہر کی تو پھر اگر مولوی صاحب آپسے اعراض نکرتے تو اور کیا کرتے اعراض کا نام آپنے فرار رکہا۔ اسلیئے خدا تعالے نے دست بدست آپکو دکہا دیا۔ کہ درحقیقت فرار کسی سے ظہور مین آیا۔ یہ مولوی صاحب کی راستباری کی کرامت ہے جس نے آپ پر یہ مصرع سچا کر دیا۔ **مصرع** - مرا خواندی و خود بدام آمدی ؛

قول - اگر آپ میری اس شرط کو قبول نکرین اور مباحثہ سے پہلے ازالہ اوہام بہیج نہ سکین تو مین اس شرط کے تسلیم سے آپکو بری کرتا ہون بشرطیکہ پہلی تحریرات آپکی ہون اور بعد مین میری۔

اقول - [illegible] کس شرط سے بری

کرتے ہو اور مین ابھی ثابت کر چکا ہون کہ پہلے تحریر کرنا آپ کا ذمہ ہے۔ اب دیکھیئے یہہ آپکا آخری ہتیار بہی خطا گیا۔ عنقریب یہ آپ کا خط بہی بذریعہ اخبارات پبلک کے سامہنے پیش کیا جائیگا تا لوگ دیکہہ لین کہ آپ کی تحریرات مین کہانتک راستی اور حق پسندی اور حق طلبی ہے ؛

نہین رکہتے۔ تب ہی ثالث کی منصفی تجویز کرتے ہین۔ اس صورتمین آپکو ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا سے ڈرنا مناسب ہے ؛

ح۱ یہ دعوی مین نے کب کیا ہے اور مناظرہ واقع ہونے کے لئے میرا بلانا کہان شرط ہے منظور جو کرتے ہے وہ آئے اور ان ہی کے کہنے سے وہ مناظرہ مین نہیں گئے۔ پہر ان کا بلا اطلاع خاکسار چلا جانا فرار نہین تو کیا ہے۔ مگر شرم ہو تو۔

ح۲ محض دروغ بیفروغ ہے ازالۃ الاوہام پچیس جز سے زیادہ بتایا جاتا ہے اور قول فصیح مین جو مین نے دیکہا ہے اسکا ایک جز بہی پورا منقول نہین ہوا۔ پہر اکثر مقابل اقل کہان صادق آیا۔ سبحان اللہ یہ دعوی تقدس اور یہ سفید جہوٹ اور دہوکہ دہی ؛